ادارۃ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

سبق نمبر (2)

زیرِ تدریس خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء و الارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

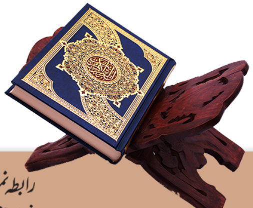

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993

بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

سبق نمبر (2)

مقاصدِ القرآن الکریم

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن مجید کے نزول کا مقصدِ اصلی یہ تین چیزیں ہیں:

① تہذیب نفوس البشر:

انسانوں کے نفوس کی اندر سے تہذیب ہو اور انسانی نفوس اس قدر پاکیزہ اور صاف ستھرے ہوجائیں کہ وہ تمام اخلاقی اور روحانی ذمہ داریاں دے سکیں جو اللہ رب العزت نے ان کے اوپر عائد کی ہیں۔

② دَمْغُ الْعَقَائِدِ الْبَاطِلَة:

یعنی وہ تمام باطل عقائد جو لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔ وہ مسلمانوں کے ذہن ہوں یا غیر مسلموں کے۔ ان سب باطل عقائد کی تردید کی جائے جب آپ درس قرآن مجلس منعقد کرتے ہیں تو بعض اوقات ایک غلط خیال آپ کے مخاطب کے ذہن میں ہوتا ہے اور اس کے دماغ کے مختلف گوشوں میں انگڑائیاں لیتا رہتا ہے، لیکن وہ غلط خیال اس کے ذہن میں اتنا واضح نہیں ہوتا کہ وہ سوال کی شکل میں اس کو آپ کے سامنے پیش کر سکے، اس لیے وہ خود تو اس سوال کو پیش نہیں کرے گا۔ اگر آپ ازخود اس کی تردید نہیں کریں گے تو وہ سوال اس کے دماغ کے گوشوں میں کلبلاتا رہے گا، اور وہ الجھن اس کے ذہن میں قائم رہے گی، اور آپ کے درس قرآن کے باوجود اس کی وہ الجھن صاف نہیں ہوگی۔ اس لیے آپ پہلے سے اس کا اندازہ اور احساس کرلیں کہ مخاطب کے ذہن میں کیا کیا شبہات آسکتے ہیں۔ اگر درس دینے والا مدرّس ان سے واقف ہو۔ اور اپنے درس میں وہ اس شبہ یا اعتراض کا تذکرہ کیے بغیر اور یہ کہے کہ لوگوں کے ذہن میں اس قسم کا شبہ موجود ہے، وہ ازخود اس شبہ یا اعتراض کا جواب ایسے انداز سے دے کہ وہ اعتراض خودبخود ختم ہوجائے تو اس طرح وہ تمام عقائد باطلہ جو لوگوں کے ذہنوں میں پائے جاتے ہیں، ایک ایک کرکے ختم ہوجائیں گے۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عقیدہ قرآن مجید کی رو سے غلط عقیدہ ہے، اور ایک غلط خیال قرآن مجید کی رو سے غلط خیال ہے، اور ایک تصور جو لوگوں کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے، وہ غلط تصور ہے، لیکن کسی وجہ سے اس غلط عقیدہ، غلط خیال یا غلط تصور کے حق میں اس کے ماننے والوں میں کوئی عصبیت بھی پیدا ہوگئی اور اس عصبیت کا کوئی خاص پس منظر ہے، تو ایسی صورت حال میں مناسب یہ ہے کہ عمومی انداز اختیار کیا جائے اور قرآن پاک کے موقف کی تشریح وتفسیر اس انداز میں

کی جائے کہ وہ غلط فہمی دور ہوجائے۔ اگر آپ نام لے کر تردید کریں گے کہ فلاں شخص یا فلاں گروہ کے لوگوں میں یہ خیال یا یہ چیز غلط ہے تو اس سے ایک ردعمل پیدا ہوگا اور ایک ایسا تعصب پیدا ہوجائے گا جو حق کو قبول کرنے میں مانع ہوگا۔ تعصب سے ضد پیدا ہوتی ہے۔ ضد بالآخر عناد کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ پھر انسان کے لیے حق بات قبول کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت حال میں انسان کا نفس اس کے غلط خیال کو نئے نئے انداز میں سامنے لانا شروع کردیتا ہے، اس لیے اس اعتراض کا ذکر کیے بغیر اگر آپ اس کا جواب دیں تو پھر تعصب کی دیوار سامنے نہیں آتی۔ قرآن مجید کا یہی اسلوب ہے۔ قرآن مجید نے اکثر و بیشتر سوال کا ذکر کیے بغیر اور اعتراض کو دہرائے بغیر اس کا جواب اس طرح دیا ہے کہ پڑھنے والے کا ذہن خود بخود صاف ہوجاتا ہے اور معترض کے ذہن کی کجی آپ سے آپ دور ہوجاتی ہے۔

قرآن مجید کے اس اسلوب پر بھی ہم آگے چل کر بات کریں گے، لیکن مثال کے طور پر یہاں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے کہ ہم نے زمین اور آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔

﴿وَلَمۡ يَعۡيَ بِخَلۡقِهِنَّ﴾

(پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیۃ ۳۳)

اللہ تعالیٰ ان کو پیدا کرکے تھکا نہیں۔

ایک اور جگہ ہے:

﴿وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ﴾

(پارہ ۲۶، سورۃ ق، آیۃ ۳۸)

ہم پر کوئی تھکن طاری نہیں ہوئی۔ اب یہ یہودیوں کے ایک غلط عقیدے کی تردید ہے۔ یہودی نعوذ باللہ یہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں فلاں فلاں چیزیں بنائیں، جیسا کہ بائبل کے عہد نامہ قدیم کے آغاز میں صراحت کی گئی ہے، اور نعوذ باللہ ساتویں دن وہ تھک کر لیٹ گیا اور اس نے پورے دن آرام کیا۔ یہودیوں کے نزدیک وہ ساتواں دن سبت کا دن تھا جس میں یہودی چھٹی کیا کرتے تھے۔ جب عیسائیوں کا دور آیا تو انہوں نے سوچا کہ یہودی ہفتہ یا سبت کے دن چھٹی کرتے ہیں، اس لیے ہمیں اس سے اگلے دن یعنی اتوار کے روز چھٹی کرلینی چاہیے۔ اس لیے عیسائیوں نے اتوار کے دن چھٹی کرنی شروع کردی، لیکن آپ غور فرمایئے قرآن مجید نے یہودیوں کے اس عقیدہ کا کوئی ذکر نہیں کیا، اور نہ کوئی ایسا اشارہ کیا جس سے یہ پتہ چلے کہ یہودی ایسا کوئی عقیدہ رکھتے ہیں۔ بس ایک اشارہ ایسا دے دیا کہ یہ غلط فہمی اپنے آپ ہی ختم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ایسے انداز میں بیان فرمادیا کہ قرآن کے طالب علم کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ قرآن مجید کا سلوب استدلال اور طرز مخاصمہ ہے جو ہمیں بھی اپنانا چاہیے، ہمارا اسلوب بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

③ نَفْیُ الْاَعْمَالِ الْفَاسِدَۃِ:

یعنی جو اعمال فاسدہ انسانوں میں رائج ہیں، چاہے ان کی بنیاد کسی غلط عقیدے پر ہو یا نہ ہو، ان اعمال کی غلطی کو واضح کیا جائے، اور ان کو مٹانے اور درست کرنے کی کوشش کی جائے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی غلط رواج انسانوں میں رائج ہو جاتا ہے اور بہت سے لوگ قرآن مجید کا علم رکھنے کے باوجود یہ محسوس نہیں کرتے کہ ان کا یہ رواج قرآن مجید کے احکام کے منافی ہے، یا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ انہیں کبھی اس بات کا خیال ہی نہیں آتا۔ اب اگر آپ نے بطورِ مدرس قرآن درس کے پہلے ہی دن لٹھ مارنے کے انداز میں یہ کہہ دیا کہ اے فلاں فلاں لوگو! تم شرک کا ارتکاب کر رہے ہو، اور اے فلاں فلاں لوگو! تم بدعت کا ارتکاب کر رہے ہو، اور تم ایسے ہو، اور ایسے ہو، تو اس سے نہ صرف ایک شدید ردعمل پیدا ہوگا، بلکہ اس کے امکانات بہت کمزور ہو جائیں گے کہ آپ کا مخاطب آپ کے پیغام سے کوئی مثبت اثر لے۔ اس اندازِ بیان سے مضبوط گروہ بندیاں تو جنم لے سکتی ہیں، کوئی مثبت نتیجہ نکلنا دشوار ہے۔ اس طرزِ گفتگو سے آپ کے اور مخاطب کے درمیان تعصب کی ایک دیوار حائل ہو جاتی ہے، لیکن اگر آپ صرف قرآن مجید کی تعلیم بیان کرنے پر اکتفا کریں کہ قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے، اس میں یہ حکمت ہے اور اس تعلیم کا تقاضا یہ ہے کہ فلاں فلاں قسم کے کام نہ کیے جائیں، تو اگر فوری طور پر نہیں تو آگے چل کر ایک نہ ایک دن قرآن مجید کا طالب علم آپ کی دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔ اور قرآن مجید کے مطابق آہستہ آہستہ اس کے غلط طور طریقے اور فاسد عمل درست ہوتے چلے جاتے ہیں۔

یہ تین وہ مقاصد ہیں جو درسِ قرآن کے اصل مقاصد ہیں اور یہی اصل مقاصد رہنے چاہئیں۔

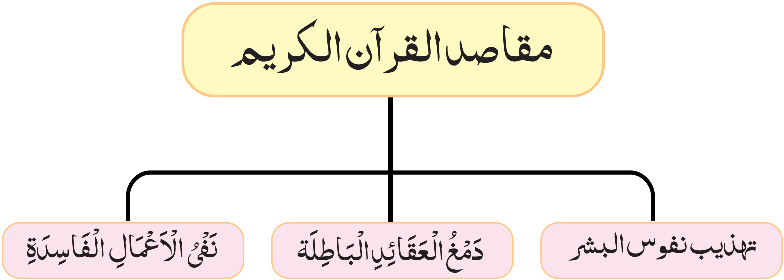

خصوصیات القرآن الکریم

قرآن کریم کی خصوصیات کا احاطہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ ہم یہاں سر دست اس کی چودہ خصوصیات ذکر کرتے ہیں:

① یہ کتاب تدریجاً اتری ہے:

یہ کتاب آنحضرت ﷺ پر تدریجاً اُتری اور کوئی دوسری آسمانی کتاب تدریجاً نہیں اُتری۔ یہ کیوں؟ یہ اس لیے کہ جس ضرورت اور جس موقع پر وہ آیات اُتریں اس کے پیشِ نظر ان کا سمجھنا اور عمل میں لانا آسان ہوجائے۔ جونہی آپ پہلی وحی کے بعد غارِ حرا سے نکلے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اور قرآن کی آیات نازلہ ساتھ ساتھ چلتی رہیں اور دونوں کی منزل ایک ہی وقت میں جا کر رُکی۔ اب قرآن سمجھنے میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہ رہے گا، اس کے علمی نشان کے ساتھ ہی اس کا عملی نقش بھی ساتھ ساتھ اُبھرا۔ جس نے سنت کا نام پایا، اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آنحضرت ﷺ کی زندگی قرآن کی ہی ایک عملی صورت تھی سو جس طرح قرآن میں کوئی غلطی راہ نہیں پائی، آنحضرت ﷺ بھی اپنی پوری زندگی میں ہر گناہ اور بقاء علی الخطاء سے محفوظ رہے۔ گناہ سے اس درجہ تحفظ پانے والا معصوم کہلاتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سب کے سب اپنی ذات میں معصوم ہیں لیکن کتاب صرف یہی ہے کہ جس میں باہر سے کوئی غلطی راہ نہیں پا سکی۔ اور نہ کسی انسان کی دستبرد کے ہاتھ اس تک پہنچ سکے ہیں

② یہ کتاب مفصل ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا﴾ (پ۸، الانعام آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور وہ ذات ہے جس نے تمہاری طرف اس کتاب کو پوری شان تفصیل سے اُتارا۔

ہر مفصّل کو مفصِّل کی ضرورت ہوتی ہے جہاں اس کتاب کی مجملات کی ایسی تفصیل کی ضرورت تھی۔ رب العزت نے خود ان کی دوسرے مقامات پر تفصیل کردی اور پھر جہاں اس کی عملی تفصیل کافی تھی:

﴿كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱﴾ (پ ۱۱، ہود آیت ۱)

اس کتاب مفصل کا مفصل ساتھ ساتھ رہا، وہ مفصل کون ہے؟ خود قرآن کریم میں اس مفصل کا ذکر موجود ہے۔ وہ اللہ کا رسول

ہے جو ایمان لانے والوں کو خدا کی کتاب پڑھائے گا۔اس سے اس کتاب کی پوری تفصیل خود سامنے آجائے گی۔اس رسول برحق کے ذمہ لگایا گیا کہ آپ انہیں اس کتاب کی تعلیم بھی دیں:

﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾(پ۴، آل عمران ۱۶۴)

اس سے اب یہ میری کتاب مفصل ہوگئی۔

﴿كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ③﴾(پ۲۴، حم سجدہ، آیت ۳)

③ اس کتاب کی زبان عربی معجزانہ شان رکھتی ہے:

قرآن کریم کی ایک اپنی سرکاری زبان ہے اور وہ عربی ہے۔یہ کتاب کسی دوسری زبان کا لباس نہیں پہن سکتی، کیونکہ یہ کتاب لفظاً بھی معجزہ ہے اور ترجمے کے الفاظ ظاہر ہے کہ خدا کے نہ ہوں گے، عام انسانوں کے ہوں گے۔ہاں! اس کا ترجمہ کرنا جائز ہے، آپ اسے عملاً کسی بھی زبان میں سیکھ سکتے ہیں، مگر عبادۃً اسے عربی میں ہی پڑھا جائے گا۔نماز عربی میں ہی پڑھی جائے گی۔عربی قرآن کو بلاوضو چھونا جائز نہ ہوگا۔ترجمہ قرآن کو آپ بلاوضو چھو سکتے ہیں۔

④ تمام ضروریات زندگی پر جامع کتاب ہے:

بنی نوعِ انسان کی دینی راہنمائی کے لیے ہر بات اس میں موجود ہے۔

﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾(پ۷، الانعام ۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کسی بات میں کوئی کمی نہیں رکھی۔

اہلِ کتاب قرآن کے اس دعوے کو رد کرنے کے لیے نئے نئے مسائل کی ایک لمبی فہرست سامنے رکھ دیتے ہیں کہ بتاؤ! ان کا جواب قرآن میں کہاں ہے؟(مثلاً زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے کہ اتنا مال ہو تو زکوٰۃ لازم آئے گی؟ نیز شرح زکوٰۃ کیا ہے؟ قرآن کریم نے جان کی دیت بتلادی، اعضاء کی دیت نہیں بتلائی؟ نماز کا حکم تو دیا، مگر یہ نہ بتلایا گیا ہے کہ فلاں نماز کی فرض رکعات کتنی ہیں؟ حج کا حکم دیا، مگر یہ نہ بتایا کہ ایک طواف کے کتنے چکر ہوں گے۔ان کے جواب کے لیے متعلق کلید (چابی) استعمال کریں۔ہر موضوع میں علم کا ایک باب کھل جائے گا۔ہم کہتے ہیں انہیں قرآن کی کلیدی آیات میں دیکھ لیں جن سے علم کا ایک نیا باب کُھلتا ہے۔قرآن کریم کی ان کلیدی آیات کو ساتھ لے کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب میں اللہ ربّ العزت نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔یہاں جو بھی اجمال ہے، آپ کو سنت میں اس کی پوری تفصیل مل جاتی ہے۔

⑤ یہ کتاب تمام منابع علم کا سر چشمہ ہے:

یہ واحد کتاب ہے جس میں دوسرے منابع علم کی طرف بھی متوجہ کیا گیا ہے اور اس میں متعدد علوم کے چشمے پھوٹتے ہیں:

① انفس و آفاق میں غور کرنے سے انسان پکار اُٹھتا ہے۔ ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ (پ ۴، آل عمران ۱۹۱)

ہیں انفس و آفاق میں ظاہر تری آیات
حق ہے کہ زندہ و پائندہ تری آیات

انسان کو کائنات کا جو علم حاصل ہو گا، اس کے لیے یہ آیت کلید ہے۔

② ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ (پ ۲۶، الاحقاف ۳۵) اس میں آنحضرت کو تمام اور اولوالعزم پیغمبروں کے مجموعی موقف صبر پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا اور پیغمبروں کا یہ مجموعی موقف قرآن پاک میں کہیں یک جا مذکور نہیں۔ اس میں آنحضرت ﷺ خود استقراء فرمائیں گے۔

③ ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ (پ ۷، الانعام ۹۰) اس میں بھی آپ استقراء فرمائیں گے، کسی ایک آیت میں ان کا مجموعی موقف عمل نہیں ملتا۔

④ اس امت کے لیے ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ بھی ایک کلیدی آیت ہے۔ ﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ بھی کلیدی آیات میں سے ہے۔ اس کے تحت پورا علمِ حدیث قرآن کا بیان ہوا۔ یہ سب چشمے انہی آیات سے پھوٹے ہیں۔

⑤ پوری اُمت کو تمام مراحلِ زندگی میں آپس میں ملے رکھنا یہ جماعتی زندگی کا وہ احساس ہے جو خوش قسمت کو ہی ملتا ہے۔ اس سے تمام تمدنی مسائل حل ہوتے ہیں۔

اسلام کے نظامِ زکوٰۃ اور تعلیماتِ صدقات نے سوسائٹی کے امیر و غریب میں احترامِ محسن اور انسانی ہمدردی کا جو تصور پیش کیا ہے، اس نے سب انسانوں کو ایک بنا رکھا ہے۔

⑥ قرآن کا رشتہ پہلی کتابوں سے

اور کوئی آسمانی کتاب نہیں جو اپنا تعلق پہلی کتابوں سے جوڑے۔ قرآن کریم پہلی کتابوں کی اصولاً تصدیق کرتا ہے۔

﴿مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ﴾ اور ان کے باقی رہنے والے مسائل کو اپنے دامن میں لیتا ہے۔ ﴿مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ اور انہیں بطور کتاب ایک منسوخ کتاب ٹھہراتا ہے۔ تمام بنی نوع انسان ایک کتاب سے ہی ایک جہان بنتے ہیں۔

⑦ قرآن کی بات دو طرفہ نہیں ہوتی:

بنی نوعِ انسان کے جملہ اختلاف میں قرآن کریم ایک قول فیصل ہے ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝١٣ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝١٤﴾ (سورۃ طارق) اس کی بات دو طرفہ نہیں ہوتی۔ اس میں ایک واضح درجے کا فیصلہ ملے گا۔ اس کی دو آیات میں کہیں کوئی حقیقی تعارض نہیں ہے۔ حضرت مسیح کو یہودی اور عیسائی سولی پر نہ لا سکے، سولی پر کون کھینچا گیا۔ اس راز سے قرآن پاک نے پردہ ہٹایا اور اس سے قولِ فیصل لوگوں کے سامنے آیا۔

⑧ قرآن میں آئندہ کوئی نسخ نہیں ہے

یہ کتاب ایک ابدی کتاب ہے، جسے آئندہ کوئی کتاب منسوخ نہ کرے گی۔ اس پر عمل رہتی دنیا تک کے لیے ضروری ہے۔ انسانی ہاتھ اس میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی نہ کر سکیں گے اور اسے محنت سے یاد کرنے والوں کے سینوں اور دل و دماغ میں یہ کتاب کلی طور پر محفوظ ہو سکے گی۔

⑨ اس میں دُکھی دلوں کی شفاء ہے

اس کتاب کے مضامین اور پیرایہ بیان سے پریشان اور آزردہ دل لوگوں کو سکون و اطمینان ملتا ہے اور دُکھی دلوں کو شفا ملتی ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ﴾ (پ ١١، یونس ٥٧)

⑩ زندگی کا رُخ بدلنے کی واحد آسان کتاب ہے

یہ کتاب نصیحت پکڑنے والوں اور آخرت کی فکر پیدا کرنے کے لیے بے شک ایک آسان کتاب ہے:

﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝١٧﴾ (پ ٢٧، القمر ١٧)

لیکن اس کے کلیات اور امثال و عبر کو عالموں کے سوا اور کوئی نہیں سمجھ پاتا۔

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝٤٣﴾ (پ: ٢٠، العنکبوت: ٤٣)

ترجمہ: اور یہ امثال ہیں جن کو ہم بیان تو سب لوگوں کے لیے کرتے ہیں، لیکن انہیں پوری طرح صرف علماء ہی سمجھتے ہیں۔

⑪ واحد الہامی کتاب جس سے انسانوں اور خدا تعالیٰ کے مابین ایک ربط قائم ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات باقی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور انسان فانی اور ہر دم تغیر پذیر ہے، اللہ تعالیٰ غنی اور مالک و مختار ہے اور انسان ہمہ تن محتاج، وہ ذات قدیم ہے اور یہ حادث۔۔۔اب باقی و فانی میں جوڑ لگے تو کیسے؟ غنی و محتاج میں ربط آئے تو کیسے۔۔۔دیوار بھی اشتہار کو قبول نہیں کرتی جب تک درمیان میں کوئی چیز اسے جوڑنے والی نہ ہو حالانکہ دونوں جسمانی چیزیں ہیں اور دونوں ٹھوس ہیں۔

باقی فانی اور غنی و محتاج میں تو نسبت تباین ہے اس خلیج کو کون پاٹ سکتا ہے؟ اللہ رب العزت نے خود اس کا انتظام فرمایا ہے۔ اپنے بندے پر اپنا کلام اتارا۔ اس کے منہ میں اپنا بول ڈالا۔۔۔وہ قرآن ہے جو مخلوق کو خالق سے جوڑ سکتا ہے اور انسانوں کو خدا سے ملاتا ہے اور اسے اس سے ملنے کی خبر دیتا ہے۔ باقی و فانی میں یہی ایک جوڑ ہے۔

⑫ واحد الہامی کتاب جس کی زبان زندہ ہے

اس وقت جو الہامی کتابیں مختلف مذاہب میں الہامی مانی جاتی ہیں ان میں قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس کی زبان زندہ ہے۔ تورات کی زبان عبرانی تھی Hebrew عبرانی دنیا میں کسی حصے میں نہیں بولی جاتی۔ انجیل کی زبان یونانی تھی اب وہ بھی دنیا کے کسی حصے میں نہیں بولی جاتی۔ جو بولی کسی کو سمجھ میں نہ آئے اسے Dead Language (مردہ زبان) کہتے ہیں۔ اوستا Avesta کی زبان پارسی تھی یہ بھی اب ایک مردہ زبان ہے دنیا میں کہیں بول نہیں جاتی۔ زبور سریانی زبان میں آئی تھی وہ بھی کہیں بولی نہیں جارہی۔ ویدوں کی زبان سنسکرت بھی دنیا کے کسی حصہ میں بولی نہیں جارہی یہ پہلے بھی صرف سنتوں Saints کی بولی تھی اسے دوسرے بول نہ سکتے تھے کرت بولی کو کہتے ہیں سنس کرت کا معنی ہے سنتوں کی زبان۔ وید (ہندوؤں کی مذہبی کتاب) سنسکرت میں ہیں انہیں صرف برہمن ہی پڑھ سکتے ہیں۔

قرآن واحد الہامی کتاب ہے جس کی زبان دنیا میں ایک زندہ زبان ہے اور وہ ایک ملک میں نہیں، دنیا کے کئی ملکوں میں بولی جاتی ہے اور تمام لوگ اسے بول سکتے ہیں۔

⑬ واحد الہامی کتاب جو ہر ملک میں اپنی اصل زبان میں ہے

قرآن کریم واحد الہامی کتاب ہے جو دنیا کے ہر ملک اور ہر خطے میں، عربی جاننے والے میں اور نہ جاننے والے

میں اپنی اصل زبان میں برابر پڑھی جارہی ہے۔مسلمان جہاں بھی ہیں وہ نماز عربی زبان میں پڑھتے ہیں۔ان کی اذانیں عربی میں ہوتی ہے۔اسلام میں داخلہ عربی کلمے کے ذریعے ہوتا ہے انگلینڈ اور امریکہ میں اناجیل انگریزی میں پڑھائی جاتی ہیں۔یہ اپنی عبادت گاہوں Churches میں انگریزی میں عبادت کرتے ہیں۔انجیل ان کے ہاں اپنی اصلیت کھو چکی ہیں۔ہندو پرارتھنا ویدوں کی اپنی زبان میں نہیں۔ہندی میں ہوتی ہے۔مسلمان قرآن کریم کے تراجم کو Translation of the Quran کہتے ہیں قرآن نہیں سمجھتے۔قرآن صرف وہی ہے جس کا لفظ لفظ وحی ہے اور وہ عربی میں ہے۔ترجمے کے الفاظ انسانوں کے اپنے کلمات ہیں یہ Word of God نہیں ہیں۔

⑭ واحد الہامی کتاب جو لاکھوں انسانوں کو یاد ہے

ہر قوم کو اپنی مذہبی کتاب سے عقیدت ہوتی ہے۔مسلمانوں کو جو عقیدت قرآن کریم سے ہے وہی عقیدت عیسائیوں کو اناجیل سے ہوگی۔ہندوؤں کو اپنے ویدوں سے ہوگی۔پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا ہندو نہ ملے گا جسے کوئی ایک وید زبانی یاد ہو، کوئی ایسا سکھ نہ ملے گا جسے کوئی حصہ گرنتھ زبانی یاد ہو۔کوئی عیسائی نہ ملے گا جسے کوئی ایک انجیل زبانی حفظ ہو۔اس کے برعکس دنیا کے ہر خطے میں سینکڑوں مسلمان ایسے موجود ہیں۔جو قرآن مجید عربی زبان میں پورا یاد کیے ہوئے ہیں اور اسلامی ممالک میں تو ایسے لوگ لاکھوں پائے جاتے ہیں جو قرآن کریم کے حافظ ہیں۔

پھر مسلمانوں میں ایک ایسا مہینہ آتا ہے جس میں ان حفاظ کرام کا عملی امتحان ہوتا ہے جب وہ پورا رمضان نماز تراویح میں اپنے اس حفظ کا مظاہرہ کرتے ہیں اور پیچھے کھڑے ہونے والوں میں بھی حفاظ ہوتے ہیں جو امام کی کسی بھول پر اسے روکتے ہیں چلنے نہیں دیتے۔سو قرآن پاک واحد الہامی کتاب ہے جو اپنی اصل زبان میں لاکھوں انسانوں کو حفظ ہے گو وہ عربی زبان والے نہ ہوں اور اس کا ترجمہ بھی نہ سمجھتے ہوں۔

⑮ واحد الہامی کتاب جس میں ایک جملہ انسانی کلام کا نہیں

جس طرح اناجیل اربعہ کے مؤلفین اپنی زبان میں بات کرتے ہیں حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیمات اور ان کے حالات کی صورت میں بیان کرتے ہیں تورات پرانے عہد نامے کی پہلی پانچ کتابوں کو کہتے ہیں ان کا مؤلف حضرت موسی علیہ السلام کو بتایا جاتا ہے ان میں بار بار آتا ہے موسیٰ نے کہا۔یہ اسی طرح ہے جس طرح پرانے مصنفین اپنے نام سے کتاب کو شروع کرتے تھے،اس کے برعکس قرآن پاک میں ایک جملہ انسانی کلام کا نہیں پایا جاتا۔یہ سارے کا سارا کلامِ الٰہی ہے۔

پارہ نمبر اوپر علیحدہ لکھا جاتا ہے اور رکوع کے نشانات حاشیے پر ہوتے ہیں۔ یہ بے شک کلامِ الٰہی نہیں مگر جو کھٹے کے اندر جو عبارت ہے وہ پوری کی پوری کلامِ الٰہی ہے۔

⑯ واحد الہامی کتاب جو اپنے پورے تواتر سے منقول ہے

قرآن کریم کو دنیا میں حضرت محمد ﷺ نے پیش کیا اور آپ سے سینکڑوں لوگوں نے اسے پڑھا اور سنا پھر ان سینکڑوں سے لاکھوں انسانوں نے اسے پڑھا اور سنا اور اس وقت سے لے کر اب تک کہ پندرھوں صدی کا نصف اول پورا ہونے کو ہے ہر دور میں اتنے لوگوں نے اسے اتصال سے پڑھا اور کسی مستشرق اور غیر مسلم کو بھی اس سے انکار نہیں کہ یہ وہی کتاب ہے جسے اس پیغمبر عرب ﷺ نے روشناس کرایا تھا۔

اس کے برعکس موجودہ اناجیل اپنے مصنفین سے تواتر کے ساتھ منقول نہیں۔ وید اپنے دیوتاؤں سے تواتر کے ساتھ منقول نہیں۔ اوستاز رتشت سے تواتر کے ساتھ منقول نہیں تورات پر گنج خمولی کے دور گزرے یہ کسی صاحبِ علم سے پوشیدہ نہیں۔ دنیا میں واحد الہامی کتاب جو اپنے پیش کرنے والے سے اب تک متصل اور متواتر طور پر منقول چلی آرہی ہے، صرف قرآن ہے۔

⑰ واحد الہامی کتاب جس کی نظیر لانے سے دنیا عاجز ہے

نزول قرآن کے وقت سے ہی قرآن کا یہ دعوے چلا آرہا ہے کہ اگر یہ کلام انسانی اختراع ہے تو تم ایک سورت بنالاؤ، تاریخ گواہ ہے کہ کوئی اس کی مثل کلام نہ لاسکا اور نہ مسلمانوں کے مخالف کسی حلقہ مشرکین میں اس کی شہرت ہوئی کہ کسی نے کوئی ایسا کلام پیش کیا ہو۔ قریش مکہ سب عرب وعرباء تھے اور اس زمین میں بڑے بڑے شعراء تھے۔ اپنے ادب وبلاغت پر انہیں ناز تھا۔ بایں ہمہ سب کے سب قرآن کریم کی نظیر لانے سے عاجز رہے۔

اور تو اور خود آنحضرت ﷺ کا اپنا پیرایہ بیان بھی قرآن کریم کے (Style) سٹائل کا نہ تھا جس نے مسلمانوں کے حدیث لٹریچر پر نظر کی اور پھر اس نے قرآن کریم کو بھی دیکھا، اس نے خود اعتمادی سے کہا کہ یہ دو پیرائے کسی ایک زبان سے نکلے نہیں ہو سکتے، ہم ان شاء اللہ آگے چل کر اعجاز القرآن میں اس پر اور بحث کریں گے۔

⑱ واحد الہامی کتاب جو عبادت اور سیاست کی جامع ہے

دیگر الہامی کتابیں اپنے پیش کرنے والوں کے نزدیک صرف الٰہی ربط کا سامان ہے جو بندے کو خدا کے ساتھ

ہوتا ہے اور یہ تعلق عبادت ہے اور اسی پر ان کا یہ مضمون مرتب ہوتا ہے کہ جو خدا کا ہے وہ خدا کو دے اور جو بادشاہ کا ہے وہ بادشاہ کو دے دو۔ دین و دنیا کی یہ تقسیم اسلام کے سوا ہر مذہب میں موجود ہے۔

اس کے برعکس قرآن کریم جس بندے کو عبدیت کی دہلیز پر لاتا ہے اسے خدا کے آگے ہر باب زندگی میں جھکاتا ہے، اس طرح بندہ کی تدبیر منزل، مدنی سیاست اور دائرہ معاشرت میں بھی راہنمائی کرتا ہے۔ خلافت اور ریاست کے پورے آداب بتلاتا ہے۔ عبادت اور سیاست میں کسی خط متارکہ کا قائل نہیں ہے۔

⑲ واحد الہامی کتاب جو تاریخ میں انقلاب آفرین رہی

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنا کارِ نبوت کن حالات میں ختم ہوا، ان میں آپ کو کوئی انقلاب نہ ملے گا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات وادیٔ تیہ میں ہوئی جہاں ان کی قوم اپنے چالیس سالہ دورِ حرمان کو پورا کر رہی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف انہیں سولی کی سزا دینے کے ارادہ سے مقدمہ چل رہا تھا کہ ان کی وہاں سے رخصتی ہو گئی اور کارِ نبوت ختم ہو گیا۔ یہ حالات کس قدر انقلاب آفرین ہوں گے یہ آپ خود اندازہ کر لیں۔ لیکن قرآن کریم نے اپنی دعوتِ انقلاب سے چند گنتی کے سالوں میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور خلافتِ راشدہ میں دیکھتے ہی دیکھتے تمام قریب کے ممالک پر اسلام کا جھنڈا لہرایا گیا۔۔۔ سو یہ واحد الہامی کتاب ہے جو ایک قلیل مدت میں سحر انگیز حد تک انقلاب آفریں رہی۔ آنحضرت ﷺ نے خود اس کتاب کے بارے میں فرمایا:

((ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواماً ویضع بہٖ اخرین))

(رواہ مسلم عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو اٹھاتا ہے اور کچھ قوموں کو گراتا ہے۔

⑳ واحد الہامی کتاب جس نے پہلی کتابوں کو منسوخ کیا

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ (پ۶، المائدہ ۴۸)

ترجمہ: اور ہم نے اتاری آپ کی طرف سچائی کے ساتھ یہ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے تھیں اور ان کی یہ نگہبان ہے۔

اس کتاب کو پہلی کتابوں کا مصدق بتلا کر اسے ان کے مضامین قیّمہ کا نگہبان ٹھہرایا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ

ان کتابوں کے وہی مضامین باقی رہنے والے ہیں جن کا تکفل یہ کتاب کرلے باقی سب منسوخ کر دیے گئے۔فرمایا ہم جو چاہیں منسوخ کریں اور جو چاہیں بھلادیں۔اب پہلے لوگوں کے پاس اصل کتابیں نہیں رہیں:

﴿يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ﴾ (پ ۱، البقرۃ ۷۹)

ترجمہ: وہ اپنے ہاتھوں کتابیں لکھ لیتے ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ﴾ (پ ۱، البقرۃ ۱۰۶)

ترجمہ: جو آیت ہم منسوخ کر دیں یا اسے بھلادیں ہم اس کے بدلے اس سے بہتر لے آتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام خدا کے پیغمبر ہیں، حضور ﷺ کی رسالت کے دور میں ان کی بھی پیروی نہیں چل سکتی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کے پیغمبر برحق ہیں مگر اس دور میں ان کی پیروی کی بھی اجازت نہیں وہ خود بھی اگر تشریف لے آتے تو انہیں حضور ﷺ کی پیروی میں چلنا پڑتا۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَتَاكُمْ يُوْسُفُ وَاَنَا فِيْكُمْ فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ))
(المصنف لعبد الرزاق جلد ۶، ص ۱۱۴)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارے پاس یوسف علیہ السلام آجائیں اور میں تم میں موجود ہوں تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہوجاؤ گے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تورات کا مطالعہ کر رہے تھے، حضور ﷺ نے دیکھا تو سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ رواہ احمد والبیہقی عن جابر رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ ص ۳۰)

ترجمہ: اگر موسیٰ بھی (اس دنیا میں) زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی سے چارہ نہ تھا۔

((لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموہ و ترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرك نبوتی لاتبعنی)) (رواہ الدارمی مشکوٰۃ ۳۲)

ترجمہ: اگر موسیٰ تمہارے پاس آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو تو تم سیدھی راہ سے بھٹک گئے، وہ خود بھی (یہاں) زندہ ہوتے اور میرا دورِ نبوت پالیتے تو میری پیروی کرتے۔

اس کے آگے ہے: ((انتم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین)) (المصنف لعبد الرزاق جلد ۶، ص ۱۱۳)

دورۃ القرآن الکریم وعلومہ
بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993
بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa
www.HazratFerozMemon.org

ترجمہ: امتوں میں میرے حصے میں تم آئے ہو اور نبیوں میں میں تمہارے حصے میں آیا ہوں۔

یعنی تمہارے لیے نبیوں میں سے میرے سوا کوئی نہیں نہ کوئی تشریعی، نہ کوئی غیر تشریعی تمہارے لیے آسمانی پیشوا بس میں ہی ہوں۔

(۲۱) واحد الہامی کتاب جس کا اپنا تعارف خود اس میں موجود ہے

(۱) بھیجنے والے کا نام؟ اللہ

- ﴿وَ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ﴾ (پ ۵، النساء ۱۱۳)
- ﴿تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ﴾ (پ ۲۴، المؤمن ۱)
- ﴿تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ﴾ (پ ۲۳، الزمر ۱)
- ﴿تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾ (پ ۲۴، حم سجدہ ۲)

ان سب آیات کا حاصل یہ ہے کہ اس کا بھیجنے والا اللہ ہے جو عزیز ہے، علیم ہے، حکیم ہے، رحمٰن ہے اور رحیم ہے۔

(۲) اسے آپ پر کون لایا؟

- ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ ۙ عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِيۡنَ﴾ (پ ۱۹، الشعراء ۱۹۳)
- ﴿نَزَّلَهٗ رُوۡحُ الۡقُدُسِ مِنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَقِّ﴾ (پ ۱۴، النحل ۱۰۲)
- ﴿نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلۡبِكَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (پ ۱، البقرہ ۹۷)

اسے لانے والا روح القدس فرشتہ ہے وہ اپنے طور پر نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے لے کر آیا ہے۔

(۳) یہ کتاب کس زبان میں ہے؟

- ﴿بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ مُّبِيۡنٍ﴾ (پ ۱۹، الشعراء ۱۹۵)
- ﴿كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا﴾ (پ ۲۶، الشعراء ۱۲)

اس کی زبان ایک ہے اور وہ عربی مبین ہے یہ کتاب کئی زبانوں میں نہیں۔ اس کے ترجمے تمام زبانوں میں کیے جا چکے۔ مگر اس کی اپنی زبان صرف ایک ہے۔

(۴) یہ کتاب کس پر اتاری گئی؟

﴿نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ﴾ (پ ۲۶، محمد ۲)

یہ کتاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی ہے اور وہ حق ہے اپنے رب کی طرف سے۔

(۵) جس پر اتاری گئی ہے اس کا منصب کیا ہے؟

﴿اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (پ ۲۲، یسین آیت ۳، ۴)

آپ رسولوں میں سے ہیں کوئی جدید نوع نہیں جو پہلے رسولوں سے مختلف ہو۔

(٦) کتاب کی حدودِ دعوت کہاں تک؟ پوری دنیا تک

﴿نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ (پ ۱۸، الفرقان ۱)

اس کتاب کی دعوت پوری دنیا کو شامل ہے۔

(۷) یہ کب اترا ہے؟

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (پ ۲، البقرہ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ تھا جس میں وہ پہلے آسمان پر اتارا گیا۔

(۸) کتاب ہمیشہ انسانی دستبرد سے محفوظ رہے گی۔

﴿لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ﴾ (پ ۲۴، حم سجدہ ۴۲)

ترجمہ: اس پر جھوٹ نہ آئے گا نہ آگے سے نہ اس کے پیچھے سے یہ کتاب اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے، سب تعریف والے کی طرف سے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (پ ۱۴، الحجر ۹)

ترجمہ: ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(۹) اس کتاب کے نام کیا ہیں؟

قرآن، فرقان، النور، الذکر، الکتاب، الیقین اور سب سے مشہور نام قرآن ہے۔

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ﴾ (پ ۵، بنی اسرائیل ۹)

+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
دورۃ القرآن الکریم وعلومہٗ

نوٹ: دوسری کسی الہامی کتاب میں اس کا اپنا تعارف اس تفصیل سے موجود نہیں ہے نہ ویدوں میں ان کا اپنا تعارف، نہ توریت میں، نہ بائبل میں، نہ اوستا میں اور نہ کسی دوسری کتاب میں۔

لاکھ ستارے برفلک، ظلمتِ شب جہاں جہاں
اک طلوع آفتاب کوہ و دمن سحر سحر

(۲۲) واحد الہامی کتاب جو نماز میں خدا کے الفاظ سے ہی پڑھی جاتی ہے

کُل مسلمان اپنی نمازوں میں قرآن کریم عربی میں ہی پڑھتے یا سنتے ہیں ان کی اپنی زبان کوئی بھی ہو وہ عربی نہ جانتے ہوں تو بھی وہ نماز اس کی الہامی زبان میں ہی پڑھیں گے اور مذاہب کے عام لوگ اپنی کتابوں کو ان کے تراجم میں ہی پڑھ سکتے ہیں ان کی اصل زبانوں تک ان کی رسائی نہیں خدا سے ایسا جوڑ جو اس کے اصل الہام سے ہو وہ صرف مسلمانوں کو ہی میسر ہے۔ پھر عملی طور پر قرآن کی ضوء فشانی صرف مساجد میں نہیں زندگی کے ہر دائرہ کو محیط ہوتی ہے۔

(۲۳) واحد الہامی کتاب جو دورِ تاریخ سے تعلق رکھتی ہے

دیگر الہامی کتابیں قبل از تاریخ سے تعلق ہیں ان ادوار میں دنیا میں لکھنے پڑھنے کا کوئی رواج نہ تھا، شوق نہ تھا نہ ابھی کاغذ تیار ہوا تھا۔ ویدوں کا دور کئی ہزار سال پہلے کا بتایا جاتا ہے۔ تورات کی تختیاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھروں پر لکھی ہوئی ملی تھیں، آپ پڑھ تو سکتے تھے، لکھ نہ سکتے تھے، ابھی ثقافت نے اتنی ترقی نہ کی تھی۔ تاریخ اس وقت ایک تاریک دور سے گزر رہی تھی۔

جب آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم تشریف لائے تو زمانہ تمدن کی ایک کروٹ لے چکا تھا۔ یہ دورِ تاریخ کا آغاز ہے اور کاغذ گو کمیاب تھا مگر وجود میں آچکا تھا۔ جناب زرتشت کی اوستا بھی زمانہ قبل از تاریخ سے تعلق رکھتی ہے۔ قرآن واحد الہامی کتاب ہے جو دورِ تاریخ سے تعلق رکھتی ہے۔

(۲۴) واحد الہامی کتاب جو مذہبی پیشواؤں کو تسلسل سے تکریم بخشتی ہے

قرآن کریم نے جس شاندار پیرائے میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے پہلے کے مذہبی پیشواؤں کو تکریم بخشی ہے اس قسم کا کوئی تسلسل ہمیں دوسری الہامی کتابوں میں نظر نہیں آتا۔

جبکہ دوسری بائبل، ویدوں اور مہابھارت میں مذہبی پیشواؤں کا ذکر اس شرمناک انداز میں ہے کہ انہیں تحریر میں لانا بس میں نہیں ہے۔

قرآن کریم سورۃ الانعام میں ایک جگہ بہت سے پہلے انبیاء کرام کا اکٹھے ذکر کیا گیا ہے، حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب پھر حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت ایوب، حضرت یوسف اور پھر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون پھر حضرت زکریا و حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس اور پھر حضرت اسماعیل، حضرت الیسع حضرت یونس اور حضرت لوط علیہم السلام کا ذکر آیت ۸۳ سے ۸۶ تک مسلسل چلتا گیا ہے۔ اور پھر فرمایا ان کے آباء ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں سے بھی ہم نے اپنے بندے چنے انہیں صراطِ مستقیم کی راہ دکھائی اور انہیں کتاب وحکم اور نبوت سے سرفراز فرمایا پھر آخر میں فرمایا:

﴿أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ هَدَى ٱللَّهُ فَبِهُدَىٰهُمُ ٱقۡتَدِهۡ﴾ (پ ۷، الانعام ۹۰)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے راہ پر لگایا آپ بھی انہی کے اسی راستے پر لگے رہیں۔

اور حضور ﷺ سے بھی کہلوایا گیا کہ میں بھی کسی اور طرح کا پیغمبر نہیں ہوں وصف نوعی میں ایک ساتھ ہوں۔ قل ما کنت بدعا من الرسل پہلے انبیاء کرام کا ذکر جس عظمت اور عزت سے قرآن میں دیا گیا ہے اس کی مثال آپ کو پوری دنیا میں کسی مذہب اور الہامی کتاب میں نہ ملے گی۔